

قبول مذہب کے حوالے سے مذہبی طبقات کی تقسیم ہوتی ہے تو مفتوحوں کے قبول دین کو کرم خوردہ قرار دے کر آزمی طبقہ میں رکھا جاتا ہے، ناصحین کے خرز مطہرت کو میں دین اور مظلوموں کی خواہش کو زندہ لیت کہا جاتا ہے۔

انہی مفتوحین میں سے ایک طبقہ، ناصحین کے مذہب کی کسی قدر کے زیر سایہ، اشارات و کتابت میں ہی اپنی قوم کی تامل میں رکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ سب انسان برابر ہیں کسی عربی و عجمی کو ایک دوسرے پر افضلیت نہیں ہے، اس پر فاتح اپنے مذہبی قانون پر بظاہر تو سر تسلیم نظر اتارتا ہے مگر ایک مظلوم، حکام شخصی ہمسری بنائے یہ قابل برداشت ہے۔

بہر حال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا میرے تک شہویوں کی چند کارستانیوں کا ذکر کر کے پھر عہد میں عربوں کے خلاف ان کی مذہبوں اور نعرے کے اظہار کو دیکھ دینی اور زندہ لیت قرار دیا گیا ہے، یہ شہوی ایرانی، ترکی اور رومی ہیں، عربوں سے ان کی نعرے کے اہم ہیں منظر سے صرف نظر کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ ان شہویوں کی خواہشیں انہی عربوں کی لہذا یاں اور کینز ہیں، اور سوائے دو عہدیں شہویوں کے باقی ساڑھے پانچ سو سال تک سحرانی کرنے والے تمام عہدیں سحران غیر عربی عورتوں یعنی کینزوں اور ام ولد کی ولاد تھے، ایسی صورت میں شہویوں کی نعرے کے پس منظر کو سمجھنا چاہیے، ایک ایرانی شہزادی کا نام و ذکر خود مولانا موسوی نے بھی کیا ہے، جس نے بالآخر شوہر مادری شہادت کے بعد ایران میں رہنے کو پسند کیا۔

بہر حال محترمہ نگار سجاد صاحب نے جس جذبہ و عقیدت سے یہ کتاب لکھی ہے، اس کا اظہار پچھلے ماسک میں انہوں نے ان الفاظ میں کیا ہے "شہو بیت، جس کی عام تریف یہ کی جاسکتی ہے کہ عربوں کی خدمت کرنا اور ہر معاملہ میں ان کی تفتیش کرنا۔ زیر نظر کتاب شہو بیت کے اس رجحان کے نشو و ارتقا کی تاریخ ہے جس کا آغاز پہلی صدی ہجری میں ہوا اور جو اپنی ابتدا کو تیسری صدی میں پہنچا، جبکہ عہدیں ہر اقتدار تھے، اسی شہو بیت سے زندہ لیت کے ڈالنے سے ملتے ہیں جس کا جواب خلفاء نے نکوار سے لورنگار، نے ظلم سے دیا۔"

ڈاکٹر عبد لغاری، ڈاکٹر اکیڈمی نے ماہنامہ "الوہی" کے ۱۹۷۲ء سے ۲۰۰۲ء تک کے شماروں میں شاہ ولی اللہ کی شخصیت اور فکر پر شائع ہونے والے مضامین کو مرتب کر کے اپریل ۲۰۰۹ء میں شائع کیا ہے۔ ان میں شاہ ولی اللہ کی سوانح حیات از ابوسلمان شاہ جہان پوری، شاہ ولی اللہ کی تحریک از ڈاکٹر ایچ بی خان، ولی اللہ انکسار اور امام عبد اللہ سندھی از صاحبزادہ عبور الحق دین پوری، حالات شاہ ولی اللہ و شاہ اہل اللہ دہلی از حکیم محمود احمد برکاتی،

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی،

ان کا عہد، سوانح و افکار

پروفیسر ڈاکٹر عبد الجبار عبد لغاری

ماہرہ شاہ ولی اللہ اکیڈمی، حیدرآباد۔

صفحہ ۱۳۳، قیمت ۱۵۰ روپے

مبصرہ پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق

شاہ ولی اللہ کے خطوط از سلیم الدین احمد اور حضرت امام ولی اللہ کے فکر کی اہمیت دور جدید میں از شیخ بشیر احمد شامل ہیں۔ شاہ ولی اللہ کی فکر کا مطالعہ کرنے والوں کے لیے یہ قیمتی تحفہ ہے، جسے ہر لاہری میں ہونا چاہیے۔

شاہ ولی اللہ کی تحریک کی اہمیت کو واضح کرنے کے لیے ڈاکٹر اشتیاق حسین کا یہ مختصر تجزیہ کھلی ہے "جس سے یہ ہے کہ بڑی تیزی اور تواتر کے ساتھ بھاری بھاری ضربیں لگنے کے باعث دماغ مایف ہو گئے ہوں گے اور ان میں گہرے سوچنے پھانسی کی صلاحیت نہ رہی ہوگی۔ منکر اور حساس دماغوں کے لیے حزن و ملال کے یہ قدر گہرے بہت گہرے رہے ہوں گے مگر اس قسم کے مواقع پر بعض ایسے منکرین پیدا ہو جاتے ہیں جو واقعات کا تخلیقی جائزہ لیتے ہیں اور قوم پر طاری ہو جانے والے مرض کی تفتیش کرتے ہیں۔ چنانچہ اس قوم کی زبوں حالی نے شاہ ولی اللہ کو پیدا کیا۔" (در عظیم پاک و ہند کی ملت اسلامیہ (۱۹۸۹ء)، ص ۲۷۷، شعبہ تفتیش و تالیف، جامعہ کراچی)

شاہ ولی اللہ اکیڈمی کے قیام کا مقصد ان کے افکار و تعلیمات کی اشاعت ہے۔ موجودہ ڈاکٹر نے "فیوض الحرمین مع اردو ترجمہ سعادت کونین" سمیت شاہ ولی اللہ کی کئی کتب کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے اور "تحریک آزادی میں سندھ کا کردار" جیسے اہم موضوع پر اپنی تالیف دو جلدوں میں شائع کی ہے، وہ ماہنامہ الوہی اور اکیڈمی کی کتب کے کارکن اور لکھنے والوں کے دائرے کو وسعت دینے کے لیے بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔

اگر پیش لفظ میں ان مضامین پر تنقیدی جائزہ شامل ہوتا تو ان مضامین کی اہمیت بڑھ جاتی۔

پاکستان کے موجودہ حالات میں قوم کو جس سیاسی بحیرت، دینی قیادت اور مذہبی وحدت و یکائیت کی ضرورت ہے اس کے لیے حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم کی تعلیم اور فکر کی طرف رجوع کی شدید ضرورت ہے۔ علامہ اقبال اور سید سمودی اس فکر کی صدائے بازگشت ہیں۔

آج کے حالات میں شاہ ولی اللہ کی تعلیمات سے کس طرح رہنمائی حاصل کی جائے اس پر تفصیلات سے لکھا جائے۔ شاہ ولی اللہ کی تحریک میں اس کی واضح رہنمائی موجود ہے۔
سناپ اخباری کانڈہر گئے کی خواہشوں سے جلد کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔